# گزشتہ چند سالوں کی مالی تحریکات اوران پر جماعت کی بے نظیر قربانیوں کا ذکر

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵؍جنوری ۱۹۸۸ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

گزشتہ جمعہ میں میں نے صد سالہ اظہار تشکر کے سال کا ذکر کیا تھا کہ بہت قریب آرہا ہے اور ہمیں اظہار تشکر کی ہر رنگ میں تیاری کرنی چاہئے۔اس مضمون پر غور کرتے ہوئے مجھے خیال آیا کہ سب سے زیادہ اور سب سے زیادہ دیرپا احسان جو خدا تعالیٰ اپنے بندہ پر فرماتا ہے وہ قربانی کا اجر نہیں بلکہ خود قربانی کی توفیق ہے کیونکہ قربانی کی توفیق انسان کو اور اس کی روح کو جو دائمی عظمت عطا کرتی ہے اس سے بڑا کوئی اجر ہو ہی نہیں سکتا جس کا انسان تصور کر سکے اور ہر اجر کی بناء وہ بن جاتی ہے، ہر اجر کے حصول کا ذریعہ قربانی بن جاتی ہے۔لیکن اجر سے بے نیاز خود قربانی اپنی ذات میں اتنی عظیم عطا ہے کہ اسے نظر انداز کر کے صرف اجر پر نگاہ رکھتے ہوئے یا بغیر اجر، بغیر محنت کے دوسری عطا پر نظر رکھتے ہوئے اظہار تشکر کرنا اس اظہار تشکر کو خام اور نامکمل بنا دے گا۔اور اس وقت تک خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ہر میدان میں جو مختلف قربانیوں کی توفیق عطا فرمائی ہے۔آغاز احمدیت سے لیکر اب تک ہر سال خدا تعالیٰ کے فضل سے خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دینے کے نتیجہ میں مذہب کا آسمان نئے رنگ میں سنوارا اور سجایا جارہا ہے اور احمدیت کی قربانیوں کے چاند ستارے ایک نئے آسمان کو جنم دے رہے ہیں۔اس لئے جب ہم کہتے ہیں کہ اے خدا! ایک نئی زمین بنا اور ایک نیا

آسمان عطا فرماتو وہ نئی زمین بھی اسی طرح بنا کرتی ہے اور نیا آسمان بھی اسی طرح سجا کرتا ہے۔ پس سب سے زیادہ اس بات کی دعا کریں اور سب سے زیادہ اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ خدا تعالیٰ آپ کو مزید قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے اور پہلی قربانیوں پر خدا کے احسانات کے ذکر کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ میں جماعت کی ان مالی قربانیوں کے متعلق ذکر کروں گا جو گزشتہ چند سال میں جماعت نے پیش کی ہیں۔ اس لئے اب اس تمہید کی روشنی میں میں ان قربانیوں کا ذکر ان معنوں میں کروں گا کہ خدا تعالیٰ نے یہ بہت ہی عظیم الشان توفیق ہمیں عطا فرمائی ہے اور تحریک کے طور پر نہیں کروں گا۔ پہلے میرا خیال تھا کہ قربانیوں کی مختلف شقیں یاد کروا کر جماعت کو تحریک کروں کہ ان قربانیوں سے متعلق مزید کوشش کریں اور جو خامیاں ہیں وہ پوری کرنے کی کوشش کریں۔ جب میں نے نظر ڈالی تو جو مالی قربانیوں کی فہرست میرے سامنے آئی ان میں سے بعض ایسی تھیں جو میں خود بھی بھول چکا تھا لیکن گزشتہ پانچ یا چھ سال کے عرصہ میں جماعت احمدیہ کو نئی شقوں میں (جو اس سے پہلے جماعت کے سامنے نہیں تھیں) جتنی حیرت انگیز، جتنی عظیم الشان قربانی کی توفیق ملی ہے یہ بذات خود خدا تعالیٰ کی راہ میں شکر کرتے ہوئے بچھ جانے کی طرف انسان کو متوجہ کرتی ہے، بچھ جانے کی آرزو دل میں پیدا کرتی ہے۔ ممکن ہے ایک آدھ قربانی کی شق میں بھول بھی گیا ہوں لیکن جو اس وقت تک یاد آئی ہیں یا کسی اور نے مجھے یاد کرائی ہیں وہ یہ ہیں:۔

بیوت الحمد کی تحریک، تحریک جدید کے دفتر اول اور دوم کے کھاتوں کو زندہ کرنے کی تحریک، جلسہ سالانہ جوبلی کے لئے متوقع مہمانوں کی آمد کے پیش نظر دیگیں پیش کرنے کی تحریک، دو نئے یوروپین مراکز کے قیام کی تحریک، افریقہ ریلیف فنڈ، امریکہ میں پانچ مراکز کے قیام کی تحریک جو بعد میں دس مراکز کے قیام کی تحریک پر منتج ہوئی اور پھر اب اس سے بھی بہت آگے بڑھ چکی ہے، جدید پریس کے قیام کی تحریک، وقف جدید کو عالمی تحریک میں تبدیل کرنا اور بیرون ہندو پاکستان کی جماعتوں کو بھی اس قربانی میں شمولیت کی دعوت دینا، تحریک جدید کے دفتر چہارم کا آغاز۔ اگرچہ یہ پرانی تحریک ہے لیکن یہ نئی شق آئی ہے اس میں اور نئی نسل کے بچوں کو اس سے توفیق ملی کہ وہ اس میں بھی شامل ہوں۔ توسیع مکان بھارت، توسیع و بحالی مساجد کی تحریک یعنی وہ مساجد جو جلائی گئیں یا

منہدم کی گئیں یا کسی اور رنگ میں ان کو نقصان پہنچایا گیا نہ صرف یہ کہ ان کو بحال کرنا ہے بلکہ پہلے سے زیادہ توسیع دینی ہے، زیادہ وسعت کے ساتھ، زیادہ خوبصورت، زیادہ مفید عمارت میں تبدیل کرنا ہے، سیدنا بلالؓ فنڈ کی تحریک، دفاع اسلام بمقابلہ تحریک شدھی۔ یہ بھی وہ تحریک ہے جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جاری فرمائی تھی اور بیچ میں پھر عدم ضرورت کی وجہ سے تقریباً پچاس برس یا اس سے زائد عرصہ کا انقطاع ہوا اور نئی ضرورت کے پیش نظر نئی تحریک کی گئی۔ دارالیتامیٰ کے قیام کی تحریک اور ایسی جگہوں کے مثلاً ایلسلواڈور کے بچوں کو اپنانے کی تحریک جو یتیم رہ گئے ہوں آسمانی حادثات کے نتیجہ میں، مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت کی تحریک۔

اب یہ وہ تحریکیں ہیں جو صرف گزشتہ چند سال کے عرصہ پر پھیلی پڑی ہیں، اس عرصہ میں کی گئی ہیں۔ اگر عام عقلی حساب لگایا جاتا یا جماعت کی اقتصادی حالت کے پیش نظر یہ سوچا جاتا کہ جماعت اس قابل بھی ہے کہ نہیں کہ اتنے بڑے بوجھ اٹھا سکے تو انسانی عقل تو نہ اس کی اجازت دے سکتی تھی اور نہ ایسی تحریک کے کامیاب ہونے کا کوئی امکان تھا اور انسانی دل بار بار ایسی تحریکات کے لئے عام حالات میں جرأت ہی نہیں رکھ سکتا اور حوصلہ نہیں پیدا ہوتا کہ ایسی جماعت کو جس پر بے شمار بوجھ پہلے ہیں اور دوسرے چندوں میں جو مستقل حیثیت رکھتے ہیں اور ایسی تحریکات میں جو پہلے سے جاری ہیں اور مستقل نوعیت کی ہیں ان میں اضافے کی تو بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی، ان سب کے ہوتے ہوئے کیسے کوئی مزید توقع رکھے اور پھر جماعت کو نئی نئی قربان گاہوں کی طرف بلائے۔

یہ خیال اپنی ذات میں عجیب ہے لیکن جب خدا تعالیٰ اپنے فضل اور رحم کے ساتھ کسی تحریک کی طرف متوجہ فرماتا ہے تو عقل کے نئے پیمانے عطا کرتا ہے اور دل کو نئے حوصلے بخشتا ہے۔ اس وقت عام دنیا کی عقل کا حساب نہیں چلتا بلکہ عقل ایسے پرانے تاریخی زمانوں کی طرف لوٹ جاتی ہے جب اسی قسم کی ناممکن باتیں ہمیشہ ممکن کر کے دکھائی گئیں۔ جب بظاہر جیبیں خالی ہوتی تھیں اور خدا تعالیٰ کے نام پر تحریک کی جاتی تھی تو وہی جیبیں سونا اگلنے لگتی تھیں اور پھر ان کے اندر خدا تعالیٰ نئی برکتیں پیدا فرما دیتا تھا۔ نئی وسعتیں ان لوگوں کے اموال کو عطا ہوتی تھیں جو بظاہر خدا کی راہ میں خالی ہاتھ رہ جاتے تھے۔ تو یہ ایک اور قسم کی عقل ہے وہ پیمانے جن پر یہ عقل چیزوں کو ناپتی ہے، وہ پیمانے مختلف ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے کسی موقع پر بھی مجھے اس خوف میں مبتلا نہیں ہونے دیا کہ میں جماعت

کی طاقت سے بڑھ کر اس پر بوجھ ڈال رہا ہوں۔ بوجھ کا لفظ بوجھل ہے اس موقع پر کیونکہ حقیقت میں خدا کی خاطر کسی چیز کی توفیق عطا ہونا، کسی کام کرنے کی توفیق عطا ہونا یا کسی کام کرنے کی تحریک کرنا لفظ بوجھ کے نیچے نہیں آتا سوائے اس کے کہ تاریخ میں بعض قوموں نے بد قسمتی سے ایسی چیزوں کو بوجھ سمجھا تو پھر خدا نے اس کو بوجھ بننے دیا۔ تو میں ان معنوں میں بوجھ کا لفظ استعمال نہیں کر رہا۔ میرے ذہن میں جو مضمون ہے اس کے لئے کوئی اور بہتر لفظ اردو میں ہے نہیں اس لئے مجبوراً میں لفظ بوجھ استعمال کرتا ہوں بار بار مراد یہ ہے کہ ذمہ داری ڈال دینا جبکہ بظاہر انسان میں اس ذمہ داری کو قبول کرنے کی طاقت نہ ہو۔ تو جب میں نے ان سب تحریکات پر نظر دوڑائی تو میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جتنا جماعت سے مانگا گیا اس سے بڑھ کر جماعت نے عطا کیا یا یوں کہنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی جماعت کو کہ اس سے بڑھ کر دے اور ساری ضرورتیں ان سارے عناوین کے تحت پوری ہوگئیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ابھی بھی ایک مسلسل رو کی طرح یہ قربانیاں جاری ہیں اور اکا دکا نئے شامل ہونے والے ایسی تحریکات میں بھی ہوتے رہتے ہیں جو اپنی طرف سے پوری ہو کر اپنے دروازے بند کر چکی ہیں۔ مثلاً جدید پریس کی تحریک تھی، مثلاً یورپ میں دو نئے مراکز کی تحریک تھی۔

جدید پریس کی تحریک میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ توقع سے بہت بڑھ کر جماعت کو اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کی توفیق عطا فرمائی اور زائد اخراجات جو ہونے تھے اور اس وقت ہمارے ذہن میں نہیں تھے وہ پہلے ہی اپنے فضل سے پورے کر دیئے۔ اس وقت جو میرا تخمینہ تھا وہ یہ تھا کہ ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈ میں ہم آسانی کے ساتھ ایک جدید پریس بنالیں گے اور شروع کے چند مہینوں کے اخراجات بھی اسی سے مہیا ہو جائیں گے۔ جب وہ پریس بنانا شروع کیا تو پتا چلا کہ اس کے تو بہت سے ایسے لوازمات ہیں جو ڈیڑھ لاکھ سے بہت زیادہ رقم کے متقاضی تھے اور دو لاکھ سے اوپر رقم اڑھائی لاکھ کے لگ بھگ درکار تھی لیکن جب تحریک کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ڈیڑھ کی بجائے اڑھائی لاکھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ تحریک بظاہر بند ہو چکی ہے لیکن ایسے خط ملتے رہتے ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ زندہ دلوں میں کوئی تحریک بھی مرا نہیں کرتی اور بند نہیں ہوا کرتی۔ ایسے لوگ ہیں جن کو اس وقت توفیق نہیں تھی جن کے دل میں شدید کرب پیدا ہوا کہ کاش ہمیں توفیق ہوتی تو ہم

بھی اس تحریک میں حصہ لیتے۔ وقتاً فوقتاً انہوں نے خود اپنے آپ کو یاد کرایا خود اپنے ضمیر کو جھنجھوڑا کوئی رستہ نکالو کسی طرح اس تحریک میں شامل ہونے کی کوشش کرو۔ لیکن ایک لمبے عرصہ تک ان کو توفیق نہ مل سکی۔ پھر جب خدا نے توفیق دی اسی وقت انہوں نے خود بغیر کسی یاددہانی کے اس تحریک میں حصہ لیا اور پھر مجھے خط لکھا کہ اس طرح ایک تحریک تھی اس میں ہم شمولیت سے رہ گئے تھے خدا تعالیٰ نے ہمارے جذبے کو زندہ رکھا اور اب جبکہ توفیق ملی ہے تو ہم خدا کی راہ میں یہ پیش کر رہے ہیں۔ یہ جماعت ہے اور یہ خدا کا اس جماعت پر احسان ہے جو سب سے زیادہ شکریہ واجب کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان اس دنیا میں، اس زمانہ میں، اس ساری کائنات پر جماعت کی قربانی کا جذبہ ہے جو خدا تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اور اسی سے اعلیٰ اخلاق پیدا ہوتے ہیں، اسی سے عظیم کردار پیدا ہوتے ہیں اور آئندہ عظیم نسلوں کی بنیاد ڈالی جاتی ہے۔ قربانی ہی ہے جو روحانی انقلاب برپا کیا کرتی ہے اور بعض اوقات قربانی کرنے والے خود فوری طور پر اپنی بعض کمزوریوں سے دستکش نہیں ہوسکتے اپنی بعض کمزوریوں پر عبور حاصل نہیں کر سکتے لیکن قربانی کے نتیجہ میں ان کے اندر ایک کشمکش جاری ہو جاتی ہے اور نیکی کی توفیق پانے کے نتیجہ میں نئی نیکیوں کی طرف ان کی توجہ مبذول ہو جاتی ہے اور باہر سے دیکھنے والا بعض دفعہ یہ سمجھتا ہے کہ ایک شخص بظاہر مالی قربانی کر گیا ہے لیکن بدی فلاں بھی ہے اس میں، فلاں بدی بھی ہے، فلاں کمزوری بھی ہے اور فلاں کمزوری بھی ہے اس مالی قربانی کا کیا فائدہ؟ جب دیگر امور میں وہ نقصوں سے پاک نہیں ہے۔ اس باہر کی نظر سے دیکھنے والے کو کیا پتا کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں مقبول قربانی کبھی رائیگاں نہیں جایا کرتی۔ وہ کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے ایک جدوجہد شروع کر دیتی ہے اور خاموش دل کے اندر ایک آگ سی لگ جاتی ہے کہ میں باقی امور میں بھی اپنے معیار کو بلند کروں اور رفتہ رفتہ دعاؤں کے نتیجہ میں پھر کبھی آج کبھی کل کبھی پرسوں کبھی اس سال کبھی آئندہ سال خدا کے قربانی کرنے والے بندے برے لوگوں میں سے نکل کر یعنی نسبتاً برے لوگوں میں سے نکل کر نسبتاً اچھے لوگوں کی صف میں شامل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ پس قربانی کی توفیق عطا ہونا ایک بہت ہی عظیم الشان نعمت ہے، اتنا بڑا انعام ہے کہ اس کا ذکر بھی اگر تفصیل سے کیا جائے تو گھنٹوں میں بھی یہ مضمون مکمل نہیں ہوسکتا۔ غیر معمولی اس کی برکتیں ہیں، غیر معمولی اثرات ہیں جو ہر سمت میں جاری ہوتے ہیں اور قوموں کی تقدیر بدلنے کا راز اس بات میں ہے کہ خدا

تعالیٰ انہیں قربانی کی توفیق عطا فرمائے۔

اس پہلو سے جن تحریکات کا میں ذکر کر رہا ہوں ان تحریکات پر وہ لوگ جن کو خدا نے قربانی پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے وہ لوگ سب سے زیادہ اس بات کے گواہ ہیں کہ جب انہوں نے قربانی پیش کر دی تو پھر انہیں خدا نے کیسی لذت عطا کی۔ ہر قربانی کرنے والا جب قربانی دیتا ہے تو ایک عجیب لذت سے آشنا ہوتا ہے جس کو قربانی نہ دینے والا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ وہ خدا کی راہ میں پیش کرنے کے بعد پچھتا تا ہوا گھر واپس نہیں آتا کہ میں اتنے روپے لیکر گیا تھا اور اب خالی ہو کر واپس لوٹ رہا ہوں بلکہ اتنے روپے لانے والے شخص کے مقابل پر اس کو بہت ہی زیادہ روحانی لذت اور سرور حاصل ہو رہا ہوتا ہے۔ دنیا میں ایک ہی دن کئی سفر کرنے والے ایسے ہوں گے ایک روپیہ وصول کرنے جا رہا ہے اور ایک احمدی دنیا کے کسی کونے میں خدا کی راہ میں اپنے پیسے سے بظاہر ہاتھ دھونے کیلئے جا رہا ہے، اپنا پیسہ خود اپنے ہاتھوں سے لٹانے کے لئے جا رہا ہے۔ یہ دو بالکل مختلف نوعیت کے سفر ہیں۔ ایک دولت کھونے والا سفر نظر آ رہا ہے اور ایک دولت پانے والا سفر ہے۔ لیکن دولت پانے والا وجود تصور بھی نہیں کرسکتا کہ اس خدا کی راہ میں دولت کھونے والے وجود کو کتنا مزہ آیا ہے، کتنی اسے لذت محسوس ہوئی ہے اور اس بات کی گواہیاں بھی روزانہ بلا استثناء مجھ تک خطوں کے ذریعہ پہنچتی رہتی ہیں۔ حیرت انگیز رنگ میں لوگ دین سے اپنی محبت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے قربانی کے عطا کرنے کے نتیجہ میں جذبات تشکر کا اظہار کرتے ہیں۔ کسی کو زبان اچھی آتی ہے کسی کو اچھی نہیں آتی کسی کو کسی محاورے پر عبور ہوتا ہے کسی کو نہیں ہوتا بعض ایسے بھی ہیں جو سیدھی اردو لکھنا بھی نہیں جانتے۔ پنجابی کے لفظ بھی بیچ میں استعمال کر رہے ہوتے ہیں یا کسی اور زبان کے۔ ہندوستان سے خط آتے ہیں بعض علاقوں میں مذکر مونث کی تفریق نہیں ہو رہی ہوتی اور اس کے باوجود ہر خط اپنی ذات میں ایک ادب کا شہ پارہ ہوتا ہے کیونکہ وہ قربانی کے ذکر سے زندہ ہوا ہوتا ہے ان کے اندر ان لفظوں میں ایک روح ہوتی ہے اور روح خواہ پھٹے ہوئے کپڑوں میں ملبوس ہو خواہ اعلیٰ قسم کے لبادوں میں لپٹی ہوئی ہو جو روح ہے وہ روح ہی ہے وہ زندہ چیز ہے جس کے ساتھ مردہ چیز مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اسی طرح ادب میں بھی میں نے دیکھا ہے کہ بعض بڑی مسجع عبارتیں ہوتی ہیں بڑی سجی ہوئی خوبصورت عبارتیں لیکن روح سے خالی ہوتی ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہوتی ہے جیسے کھڑکیوں میں بعض

دفعہ بڑے خوبصورت بت بنا کر ان پر بہت ہی خوبصورت کپڑے پہنائے ہوئے ہوتے ہیں آپ ان کو جس طرح چاہیں پسند کریں، جس تحسین کی نظر سے بھی دیکھیں لیکن آپ کے دل میں ایک ادنیٰ سی بھی تحریک وہ پیدا نہیں کر سکتے اپنی محبت کے لئے یعنی اپنی محبت کا جذبہ پیدا نہیں کر سکتے اپنے دل میں اور پھر بھی ان کو آپ مردہ ہی سمجھتے ہیں لیکن ایک پھٹے ہوئے کپڑوں میں اور بوسیدہ کپڑوں میں لپٹا ہوا انسان بعض دفعہ اپنی اداؤں کے نتیجہ میں اپنے بعض نقوش کے نتیجہ میں اتنا پیارا لگتا ہے کہ انسان کا دل اڑتا ہوا اس کی طرف مائل ہوتا ہے۔

اسی طرح میں نے جائزہ لیا ہے ادب کی دنیا کا حال ہے۔ اچھا ادب وہ ہے جو زندہ ہو، اچھا ادب وہ ہے جس میں صداقت کی روح پائی جاتی ہو اور بظاہر وہ ناقص بھی ہو بظاہر اس ادب کے کپڑے پھٹے ہوئے ہوں، اس کے الفاظ دریدہ ہوں پھر بھی وہ زندہ ادب زندہ ادب ہے عام ادب کو اس سے کوئی نسبت نہیں۔ اسی وجہ سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام چودہ سو سال گزرنے کے باوجود زندہ ہے۔ بعض حدیثیں آپ پڑھیں گے تو جتنی دفعہ چاہیں پڑھیں ان کی لذت ختم نہیں ہوسکتی کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ وہ زندہ ہے اور زندہ کرنے والا کلام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کا خلفاء کے کلام سے بھی ایک فرق ہے اور سلسلہ کے دیگر بزرگوں اور اولیاء کے کلام سے بھی ایک فرق ہے۔ اتنا نمایاں فرق ہے کہ نام مٹا دیئے جائیں تب بھی ہر احمدی یا ہر باشعور انسان ان تحریروں کے فرق کو معلوم کرسکتا ہے۔ بالکل دنیا ہی اس کی اور ہے۔ جو نبوت سے زندگی نصیب ہوتی ہے کلام کو وہ کسی اور چیز سے نصیب نہیں ہوسکتی۔ ایک ایک فقرہ بعض دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بڑی بڑی کتابوں کے مضامین پر حاوی ہوتا ہے اس کو پڑھتے ہوئے، اس کو دیکھتے ہوئے نظر خیرہ ہوتی ہے، انسان کو خود زندگی نصیب ہو رہی ہوتی ہے۔ پس ان خطوں میں جو میں زندگی دیکھتا ہوں وہ اسی مضمون کی زندگی ہے اور جہاں احمدی قربانی کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں ان کی عبارت میں ایک اور شان پیدا ہو جاتی ہے وہی جب دوسرے اپنے مسائل لکھتے ہیں تو بالکل معیار سے گری ہوئی عام عبارت، اس میں کچھ بھی رونق نہیں ہوتی اور کوئی قابل دید چیز دکھائی نہیں دیتی لیکن جب خدا کی محبت میں قربانی پیش کرنے کا خدا کے فضلوں کا ذکر کرتے ہیں تو اچانک اس عبارت میں ایک نئی زندگی، ایک نئی بلندی پیدا ہو جاتی ہے اور ان کے لئے خصوصیت سے

اسی جذبہ سے متاثر ہو کر دعا کی بھی تحریک ہوتی ہے۔

تو بیوت الحمد سکیم میں بھی ابھی تک اسی طرح یہ سلسلہ جاری ہے بہت سے دوست ہیں جو تحریک میں شامل نہیں ہو سکے تھے اب وہ لکھ رہے ہیں کہ ہم اس میں ضرور شامل ہوں گے اور اب خدا نے توفیق بخشی ہے دل کی تمنا پوری کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ بعض جن کو وعدوں کی توفیق تھی لیکن وعدے پورے نہیں کر سکے تھے ان کے بعض دفعہ بڑے دردناک دعاؤں کے خط آتے ہیں کہ ہمیں بھی خدا توفیق عطا فرمائے اس عظیم الشان تاریخی تحریک میں کہ کم از کم ایک سو مکان خدا تعالیٰ کے سوسالہ احسانات کے اظہار تشکر کے طور پر ہم غرباء کے لئے پیش کر سکیں۔ بعض لوگ لکھتے ہیں کہ وقت آ کے گزر جائے گا اور بھی تحریکیں ہوں گی لیکن اس میں شامل ہونے کا جو مزہ اب ہے اس سے ہم محروم ہو جائیں گے۔

پھر تحریک جدید کے دفتر اول اور دوم کے کھاتوں کو زندہ کرنے کی تحریک ہے یہ بھی سلسلہ جاری ہے ایک طرف تو تحریک جدید کا دفتر کوشش کر رہا ہے اور ایک طرف بعض لوگ خود اپنے طور پر لکھتے ہیں اس کا مجھے بڑا مزہ آتا ہے۔ ابھی کچھ عرصہ ہوا امریکہ سے ایک خط آیا کہ ہمیں کچھ پتہ نہیں ہمارے ماں باپ نے حصہ لیا تھا یا نہیں مگر دل چاہتا ہے کہ لیا ہو اور ہم اُن کے کھاتے کو زندہ کریں اس لئے آپ ہماری مدد کریں، آپ ہمیں پتا کر کے دیں کہ وہ کہاں تھے، کب شامل ہوئے، شامل ہوئے بھی ہیں یا نہیں ہوئے بہر حال بعض کہتے ہیں کہ اگر نہیں تو ہماری طرف سے کسی اور کے کھاتے کو زندہ کر دیں کم سے کم ہم اس لذت سے محروم تو نہ رہیں۔ اس ضمن میں میں صرف اتنی بات اور کہنی چاہتا ہوں کہ ان خطوں سے مجھے یہ تحریک ہوئی اور یہ توجہ پیدا ہوئی کہ بار بار جو تحریک جدید میں زور دیتا ہوں کہ وہ کھاتوں کی تلاش کرے۔ وہ تلاش تو کرتے ہی ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔ لیکن ایک طریق یہ ہے کہ ساری جماعت کو یہ کہہ دیا جائے کہ وہ خود اپنے بزرگوں کے نام تلاش کریں اور جستجو کریں کہ آیا وہ شامل تھے بھی کہ نہیں۔ ہر بزرگ کی نسل دنیا میں کہیں نہ کہیں تو ضرور موجود ہوگی اس لئے ان کی جستجو کرنے والے ان کی اولاد میں ایسے لوگ سعید فطرت ضرور مل جائیں گے جو پتا بھی کریں اور خط و کتابت کریں معلومات حاصل کرنے کے لئے پھر جب خدا ان کو توفیق دے تو پھر ان کے کھاتوں کو زندہ کر دیں۔ اگر اس طرح ساری جماعت ابھی سے کوشش شروع کر دے تو بقیہ ایک

سال کے اندر عین ممکن ہے کہ صد سالہ اظہار تشکر کا سال طلوع ہونے سے پہلے پہلے ان سب بزرگوں کے کھاتے زندہ ہو چکے ہوں۔

جلسہ سالانہ کے لئے دیگوں کی تحریک تھی عجیب بات ہے کہ میرے ذہن سے بالکل اتر ہی گئی تھی لیکن بعض خط لکھنے والوں کو یاد ہے وہ لکھ دیتے ہیں کہ میری فلاں دیگ کی تحریک میں اتنا روپیہ رہ گیا تھا خدا نے اب توفیق بخشی ہے۔ ابھی چند دن ہوئے مجھے ایک خط ملا میں حیران رہ گیا میں نے کہا مجھے تو یاد بھی نہیں تھا کہ یہ تحریک کب کی تھی۔ میرے خیال میں تحریک ہوئی بھی تھی اور دیگیں پوری بھی ہو گئی تھیں۔ لیکن دلوں کی بعض آرزوئیں تو پوری نہیں ہوئیں ان کو اس سے غرض نہیں کہ دیگیں پوری ہوئی ہیں یا نہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل کی تمنا بھی ضرور پوری ہو چنانچہ وہ بھی لکھ رہے ہیں۔ اب ایسی جماعت دنیا میں کہیں مل سکتی ہے؟ چراغ لیکر ڈھونڈنے کی مثال بیان کی جاتی ہے **میں کہتا ہوں سورج لیکر ڈھونڈو، تمہیں ساری دنیا میں کہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے بڑھ کر قربانی کرنیوالے اور قربانی سے محبت کرنیوالی جماعت نہیں ملے گی** اور یہ سب سے بڑا احسان ہے خدا کا۔ اتنا عظیم احسان ہے کہ دن رات اس کا ذکر کیا جائے تب بھی طبیعت سیر نہیں ہوگی دن رات اس کا شکر ادا کیا جائے تو شکر کا حق آپ ادا نہیں کر سکتے۔ ہم میں جو کچھ بھی ہے اسی قربانی کے جذبے کے نتیجہ میں ہے۔

دو نئے یورپین مراکز کی تحریک کے متعلق بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے یہی سلسلہ ہے۔ افریقہ میں ریلیف فنڈ کیلئے اگرچہ جماعت کو اتنا روپیہ پیش کرنے کی توفیق نہیں ملی جتنا توقع کی گئی تھی لیکن اس میں جماعت کا قصور نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ خدا کی تقدیر خود بخود چل رہی ہوتی ہے ایک تحریک کی جائے اور بعض دفعہ اس تحریک کا مقصد پورا کرنے کی جماعت کو توفیق نہیں مل رہی ہوتی اور خود بخود وہ تحریک نظروں سے غائب ہو جاتی ہے۔ افریقہ ریلیف فنڈ کے سلسلہ میں ہم نے ہر طرح سے کوشش کی کہ بھوک میں مبتلا افریقنوں کی مدد کے لئے جماعت کو اجازت ملے حکومتیں اجازت دیں، ذریعے میسر آئیں جس کے ذریعے ہم اُن تک یہ چیزیں پہنچا سکیں لیکن حکومتوں نے دروازے بند کئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حکومتوں سے گفتگو کریں گے اس سلسلہ میں انفرادی طور پر تم اپنی حکومتوں کو بے شک کچھ رقم پیش کر دو۔ کچھ رقم جماعت نے حکومتوں کو پیش بھی کی لیکن جماعت

احمدیہ کو اتنی توفیق ہے ہی نہیں کہ سب دنیا کی دنیاوی ضرورتیں پوری کر سکے یا خاطر خواہ حصہ اس میں ڈال سکے۔ جماعت کی قربانی کو تو برکت اس لئے ملتی ہے کہ جماعت خود اپنے حاصل کردہ روپیہ کو خرچ کرتی ہے، اس میں کوئی بددیانتی نہیں ہوتی، ہر منصوبے میں غیر معمولی برکت ملتی ہے، وسیع پیمانے پر رابطے پیدا ہوتے ہیں اور نئی نیکیوں کی توفیق ملتی ہے۔ دنیاوی بھوک ہی نہیں مٹتی بلکہ اس سے روحانی بھوک بھی دنیا کی مٹتی ہے اور جن تک جماعت احمدیہ دنیاوی احسان لیکر پہنچتی ہے اس کے پیچھے پیچھے روحانی احسان بھی خود بخود چلا آتا ہے تو ہمیں تو اس قسم کی تربیت ہے۔ چنانچہ جب میں نے دیکھا کہ افریقہ میں باوجود کوشش کے جماعت کو خود غرباء تک پہنچ کر ان چیزوں کی تقسیم کرنے کی یا ان کے دکھ دور کرنے کے لئے کسی تنظیم کے طور پر حصہ لینے کی اجازت نہیں مل رہی تو میں نے بھی یاد نہیں کرایا اور جماعت بھی از خود بھول گئی جیسے ضرورت نہ رہی ہو تو خود بخود ایک چیز رفتہ رفتہ سو جاتی ہے۔ اس طرح یہ تحریک سو گئی۔ اس لئے اس کے مقابل پر چونکہ دوسری تحریکیوں میں باوجود توجہ نہ دلانے کے بھی غیر معمولی طور پر خدا تعالیٰ نے جماعت کے دل سے قربانی کو اُبال اُبال کر نکالا ہے۔ اس سے میں سمجھتا ہوں یہ بھی خدا کی تقدیر کے تابع ہی تھا اس میں جماعت کا کوئی قصور نہیں ہے کہ تحریک کی گئی اور اس میں جماعت پورا نہ اتری ہو۔

پانچ امریکن مراکز کے قیام کے متعلق آپ جانتے ہی ہیں پانچ کی تحریک کی گئی تھی دس بنائے گئے دس سے بات آگے بڑھ کر اب پندرہ کے قریب ہو چکے ہیں اور ابھی روپے کی ضرورت بھی ہے اور ابھی روپیہ مل بھی رہا ہے اللہ کے فضل سے۔ اور پہلے تو زمینیں حاصل کرنے کا دور تھا اب جماعت امریکہ یہ عزم لیکر آگے بڑھ رہی ہے کہ جہاں زمینیں حاصل ہوئی تھیں وہاں بہت ہی خوبصورت اور دلکش اور وسیع مساجد بھی بنائی جائیں۔ یہ کام ایک دو جگہ تو مکمل ہو چکا ہے باقی جگہ ہو رہا ہے۔ اس سفر میں مجھے دو جگہ مکمل مساجد کے افتتاح کی توفیق ملی اور تین جگہ سنگ بنیاد رکھنے کی توفیق ملی۔

وقف جدید کی تحریک کو ساری دنیا میں وسیع کرنے کا معاملہ بھی اسی قسم کا ہے کہ ہر سال خدا کے فضل سے جماعتوں کی طرف سے اضافہ کے ساتھ وعدے مل رہے ہیں اور نئے سے نئے لوگ شامل ہوتے چلے جا رہے ہیں مگر جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا ابھی تعداد بڑھانے کی بہت ضرورت

ہے۔ بہت سے بچے ایسے ہیں جو ابھی تک اس تحریک میں شمولیت سے محروم ہیں اور باہر کی دنیا میں باقی ذمہ داریوں کے علاوہ پانچ پونڈ سالانہ پیش کرنا کوئی اتنا بڑا کام نہیں یعنی مغربی دنیا میں، غریب ممالک میں تو یہ بھی بہت بڑی چیز ہے لیکن اگر کسی خاندان پر یہ بوجھل ہو تو دو بچے مل کر پانچ پونڈ کا وعدہ پیش کر سکتے ہیں، تین بچے مل کر پیش کر سکتے ہیں مگر محروم نہ رکھیں اپنے کسی بچے کو اور کوشش کریں کہ ہندوستان اور پاکستان سے باہر کی دنیا میں ہر احمدی بچہ اس تحریک میں شامل ہو جائے۔ اس کا بھی خدا تعالیٰ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے خود ہی انتظام فرما رہا ہے، خود ہی دلوں میں تحریک بھی کرتا چلا جاتا ہے۔ بہت سی ایسی مائیں ہیں جو ابھی مائیں بنی بھی نہیں ہوتیں، بچے کی توقع ہوتی ہے تو وہ وقف جدید کی تحریک میں وعدہ لکھوا دیتی ہیں لیکن ایک ماں ایسی بھی ملی جو مستقبل میں شاید ماں بنے۔ اس کا بچہ پیدا نہیں ہو رہا تھا وہ بہت دعائیں کرواتی رہی ایک دن وہ آئی اور اس نے کہا کہ یہ تحریک جدید میں میرے بچے کی طرف سے میں نے کہا کونسا بچہ؟ اس نے کہا وہ بچہ جو اللہ مجھے عطا کرے گا۔ ایسا ایمان ہے ایسا خلوص ہے جماعت کی ایسی ایسی پیاری ادائیں ہیں کہ اس کی کوئی نظیر اور کہیں نظر نہیں آسکتی۔ تحریک جدید کے دفتر چہارم کے اجراء کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دفتر بھرنا شروع ہو گیا ہے اور یاددہانی بعض دفعہ کی کمی ہو جاتی ہے نظام جماعت کو یاد دلاتے رہنا چاہئے۔

توسیع مکان بھارت کا فنڈ بھی اسی طرح زندہ اور جاری ہے کئی عورتیں ابھی بھی زیور لے کر آتی ہیں کہ اس کو توسیع مکان بھارت میں ڈال دو، کوئی چندے باہر سے بھجوا رہا ہے پہلے کی طرح بھرپور تو نہیں مگر ایک TRICKLE کہنا چاہئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک چھوٹی سی ندی ایک روبن کے ابھی تک بہہ رہی ہے۔ اس میں یاددہانی کا کوئی سوال نہیں دلوں میں یاددہانی کرنے والے خدا نے ایسے فرشتے بٹھائے ہوئے ہیں جو جماعت کو کسی تحریک کو بھی بھولنے نہیں دیتے۔

توسیع و بحالی مساجد کی تحریک میں بھی اسی طرح یہ مضمون چل رہا ہے۔ خدا کے فضل سے آئے دن کسی دوست کی طرف سے خط آجاتا ہے اور بعض دفعہ چیک ساتھ ہوتا ہے بعض دفعہ یہ اطلاع ہوتی ہے کہ خدا نے مجھے توفیق عطا فرمائی۔ اور اس میں بھی جتنی مجھے توقع تھی اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے رقم میسر آ رہی ہے اور مجھے امید ہے کہ اس سلسلہ میں انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کی ساری

ضرورتیں پوری ہو جائیں گی۔اس میں ایک دلچسپ بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ چند دن ہوئے مجھے جرمنی سے ایک سکھ دوست کا فون آیا۔انہوں نے کہا کہ پنجاب سے شائع ہونے والے ایک پنجابی رسالے میں جو گورمکھی زبان میں لکھا جاتا ہے۔میں نے جماعت پر مظالم کا ذکر پڑھا ہے اور مجھے یہ پڑھ کر بہت تکلیف ہوئی کہ ظالم مساجد کو آگ لگا رہے ہیں،خدا کے ذکر کے گھروں کو آگ لگا رہے ہیں اور یہ بھی پتا چلا ہے کہ ہالینڈ میں بھی مسجد کو نقصان پہنچایا گیا ہے۔اس نے کہا کہ میں جماعت میں شامل تو نہیں مگر مجھے خدا سے محبت بہت ہے اور میں برداشت نہیں کر سکتا کہ اس طرح خدا کے گھروں کو دنیا میں خدا کے بندے کہلانے والے آگ لگائیں۔آپ مجھے ضرور موقع دیں کہ میں بھی ایسی جماعت کے لئے کچھ قربانی دوں۔میں نے انھیں بڑے پیار سے سمجھایا اور شکریہ ادا کیا کہ ٹھیک ہے ہم اللہ کے فضل سے خود کفیل ہیں،قربانی دے رہے ہیں،خدا انتظام کر رہا ہے۔انہوں نے فون پر ہی ضد شروع کر دی کہ میں نے ضرور کچھ دینا ہے آپ نہ کر نہیں سکتے۔چنانچہ میں نے اسی وقت اپنے مبلغ کو فون کیا کہ یہ انکا نمبر ہے ان سے رابطہ کریں۔آج ہی ان کا خط ملا ہے کہ انہوں نے ایک ہزار پونڈ ہالینڈ کی مسجد کی تعمیر نو کیلئے پیش کیا ہے۔تو یہ خدا کی عجیب تحریکات ہیں جو خود اپنے فرشتوں کے ذریعہ دلوں میں وہ نازل فرماتا رہتا ہے اور نصرت عطا ہوتی چلی جاتی ہے۔

سیدنا بلال فنڈ کے متعلق بھی یہی مضمون ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت عظیم الشان قربانی کی توفیق ملی جماعت کو اس کے مزید پھل یہ مل رہے ہیں کہ اسی رقم سے جو پاکستان ہندوستان سے باہر سے ملی تھی۔اس سے سو زبانوں میں قرآن کریم کے نمونہ کی آیات جو قریباً ۱/۲۰ قرآن کریم پر مشتمل ہوں گی شائع ہونا شروع ہو گئی ہیں اور اب تک خدا کے فضل سے ایک سو آٹھ زبانوں میں تراجم مکمل ہو چکے ہیں۔کچھ چھپ چکے ہیں کچھ اس وقت پریس میں ہیں۔اس کے علاوہ مزید مل گئے کئی لوگ نئی زبانوں میں ترجمہ کرنے والے ہیں تو وہ بھی جاری ہے اس لئے امید ہے کہ آئندہ سو سال پورے ہونے سے پہلے ہم انشاء اللہ سو کی بجائے ایک سو پندرہ بیس زبانوں تک قرآن کریم کے نمونے دنیا کے سامنے پیش کر سکیں گے۔اس میں سیدنا بلال فنڈ کو بہت بڑا دخل ہے۔سارے کے سارے تراجم تو سیدنا بلال فنڈ سے پورے نہیں کئے جائیں گے کیونکہ دوست اپنے طور پر رقمیں بھیج دیتے ہیں اور بہت سی زبانوں میں خدا تعالیٰ نے وہیں کے لوگ ایسے پیدا کر دیئے ہیں جو کہتے ہیں یہ

کام ہمارے خرچ پر چلایا جائے لیکن بڑا حصہ ان زبانوں کا کم وبیش ایک سوزبانوں تک انشاء اللہ سیدنا بلال فنڈ سے پورا ہوگا اور یہ قربانی بظاہر اس وقت جماعت کی اکثریت دے رہی ہے لیکن وہ یہ عہد کر چکی ہے کہ یہ قربانی ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی راہ میں دکھ اٹھانے والوں کی طرف سے جو اس وقت پاکستان میں مصائب میں سے گزر رہے ہیں یا شہید ہونے والوں کی طرف سے ہے یا ان کے ورثاء کی طرف سے ہے اس لئے اس بات کو یاد رکھیں کہ یہ توفیق تو آپ کو ملی ہے لیکن آپ نے خدا سے یہ نیت باندھی ہے کہ اس کا ثواب ان لوگوں کو ملے۔

دارالیتامیٰ کی تحریک میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک ہی دوست کو خدا نے توفیق بخشی تھی کہ موجودہ جو سکیم ہے اس کے مطابق وہ پورا دارالیتامیٰ تیار کرنے کا خرچ دے لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا باقی لوگوں کو محروم نہیں کیا جا سکتا اگر کوئی اور شامل ہونا چاہے تو ہو جائے۔ چنانچہ اس کے متعلق بھی آج ہی ایک جگہ سے ایک خطیر رقم ملی ہے اور ان صاحب نے بھی اصرار کیا ہے کہ مجھے بھی دارالیتامیٰ کی سکیم میں شامل کیا جائے اور بھی پہلے ملتی رہی ہیں چنانچہ وہ سب رقمیں انشاء اللہ دارالیتامیٰ کی تعمیر میں خرچ ہوں گی۔

Elsalvador کے یتامیٰ کے متعلق اگرچہ جماعتی کوششوں کے باوجود ہمیں کامیابی نصیب نہیں ہوسکی کہ بحیثیت جماعت ہمیں یتامیٰ مل جائیں لیکن بعض لوگوں نے اس تحریک میں شمولیت کی نیت کی تھی تو وہ بعض اور یتیم لے کر پالنے لگ گئے ہیں اور اس کی مجھے اطلاع مل رہی ہے یہ بہت خوشکن رجحان ہے۔ ساری جماعت کو میں پھر یاددہانی کرواتا ہوں کہ ضروری نہیں کہ السلواڈور کے یتیم ہوں دنیا میں جہاں بھی یتیم ہے اس کی خدمت کرنا ایک بہت اچھا کام ہے۔ اگرچہ بظاہر یہ مالی قربانی کی تحریک نہیں تھی مگر عملاً ایک نئے خاندان میں ایک ذمہ داری کا اضافہ کرنا ایک مالی تحریک ہی بن جاتی ہے۔

مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت کی تحریک جو تھی اس نے ایک نئی شکل گزشتہ جلسہ سالانہ پر اختیار کر لی کہ ایک ایک شخص یا ایک ایک خاندان یا بعض صورتوں میں ایک ایک جماعت ایک پورے قرآن کریم کا ترجمہ طباعت واشاعت وغیرہ کا خرچ پیش کرے۔ یہ تحریک بھی اللہ کے فضل سے ایسی مؤثر اور ایسی بابرکت ثابت ہوئی ہے کہ اپنی ذات میں اس تحریک میں کم وبیش

اتنا ہی روپیہ مہیا ہو گیا ہے جتنا صد سالہ جوبلی کے باہر کے وعدوں کا نصف ہے اور یہ بہت بڑی بات ہے۔صد سالہ جوبلی کے لئے جماعت نے غیر معمولی کوشش سے اپنے آپ کو تیار کیا تھا اپنی جیبیں دیکھیں آئندہ پندرہ سال تک آمد کا حساب لگایا۔ تب انہوں نے وعدے کئے تھے۔ اوران سب تحریکات کے بعد یہ تحریک ہوئی ہے جبکہ بظاہر جیبیں خالی تھیں اوراس وقت اللہ تعالیٰ نے جماعت کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ نہ صرف یہ کہ جتنے قرآن کریم کے لئے اخراجات کا مطالبہ تھا وہ سارے پورے کر دئے بلکہ اس سے آگے پیش کر دیے۔اب تو بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ وعدہ آتا ہے تو پھر ہم تلاش کرتے ہیں کہ اب کونسی نئی زبان ڈھونڈی جائے جس کے لئے یہ وعدہ ملا ہے۔ یہ عجیب احسان ہے خدا تعالیٰ کا بہت ہی عظیم الشان احسان ہے یہ الفاظ میں بیان ہو ہی نہیں سکتا اور لوگوں کو بھی خدا تعالیٰ نے ایسا جنون ایسا پیار عطا کر دیا ہے اس کام کے لئے کہ روح کو نئی زندگی عطا کرنیوالے عجیب عجیب خطوط ملتے رہتے ہیں۔ایک نوجوان کا پاکستان سے خط آیا ہے ان کو خدا تعالیٰ نے ایک جگہ کام دیا،اس کام کے لئے انہوں نے پیسے اکٹھے کر کے ضرورت کے مطابق ایک موٹر بھی خریدی۔لیکن جب یہ تحریک ہوئی تو اس وقت ان کے پاس پھر کوئی اور پیسہ بچا نہیں تھا۔مجھے ان کا خط ملا کہ میں اس بارہ میں سوچتا رہا اور دن بدن زیادہ مجھ پر یہ بات واضح ہوتی چلی گئی کہ یہ کوئی عام تحریک نہیں ہے ۔گزشتہ چودہ سو سال میں دنیا کی کسی جماعت کو ایسی توفیق نہیں ملی ،ایسے عجیب کام کی طرف بلایا ہی نہیں گیا کہ چند سالوں کے اندر سو زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم پیش کر دو اور تمام دنیا میں قرآن کریم کے تراجم پھیلا دو۔اب تک کی تاریخ میں مل کر بھی اتنی زبانوں میں ترجمے نہیں ہوئے۔تو میں نے کہا کہ آئندہ تو بہت ہوں گے انشاء اللہ ہر زبان میں دنیا کے چپے چپے میں قرآن کریم کے تراجم ملیں گے لیکن اس وقت کو دنیا ہمیشہ حسرت سے یاد کرے گی کاش ہم بھی اس وقت زندہ ہوتے ،کاش ہمیں بھی توفیق ملی ہوتی۔اس نوجوان نے ، وہاں بھی اس کی عبارت ایسی خوبصورت ہوگئی ہے ایسی زندہ ہوگئی ہے عام حالات میں میرا خیال نہیں تھا کہ اس کو اچھی اردو لکھنی آتی ہے لیکن یہاں تو جذبہ ایمان سے زبان بن رہی ہے بہت ہی پر لطف زبان میں اس نے اپنے دل کا ماجرا لکھا ہے کہ یہ یہ میں نے سوچا، یہ یہ میرے دل پہ گذرتی رہی۔وہ کہتے ہیں کہ آخر ایک دن خدا تعالیٰ نے مجھے توفیق عطا فرمائی کہ میں نے کار بیچ دی اور پچاس ہزار روپے مجھے اس کے ملے اور وہ میں نے اس تحریک میں

پیش کر دیئے۔ میں اس لئے نہیں لکھ رہا کہ میں نے یہ قربانی کی ہے۔ کہتا ہے میں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ اس سے مجھے اتنا مزہ آیا ہے کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ اس لذت کا بیان میرے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا اور کہتا ہے اب میں سائیکل پر جاتا ہوں اور ہر پیڈل پر مجھے مزہ آرہا ہوتا ہے اور اللہ کا شکر ادا کر رہا ہوتا ہوں۔ یہ ہے اظہار تشکر جو ہم نے منانا ہے سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کے احسانات میں سے قربانی پیش کرنے کا احسان ہے اور یہ اپنی ذات میں جزا ہے۔ بھول جائیں اس بات کو کہ اس کے بعد آپ کو جزا ملے گی۔ یہ اپنی ذات میں جزا ہے، ایسی جزا ہے جس کی کوئی اور جزا بدل نہیں بن سکتی۔ انسان کو ایک نئی عظمت عطا کرنے والی چیز ہے، ایک نئی روح عطا کرنے والی چیز ہے۔ اس پر مجھے وہ زہ والی کہانی پھر یاد آئی کہ دنیا کے معاملات میں تو پھل دیر کے بعد لگا کرتے ہیں جس طرح ایک بعد کے دور کے خلیفہ اور ایک بوڑھے کسان کی آپس کی گفتگو کا ذکر ملتا ہے پھر میرا ذہن اسی طرف چلا گیا کیونکہ وہ واقعہ اس موقع پر خوب چسپاں ہوتا ہے۔

ایک خلیفہ یعنی خلیفہ نام کے تھے مسلمان بادشاہ تھے وقت کے وہ سیر کے لئے باہر نکلے ہوئے تھے۔ رستہ میں اس نے ایک کسان کو دیکھا جو بہت بوڑھا تھا اسی نوے سال کی عمر تھی۔ وہ کھجور کے پودے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر رہا تھا جس طرح چاولوں کی پنیری کو منتقل کیا جاتا ہے۔ بادشاہ نے اس کے پاس ٹھہر کر اس سے مذاق کے طور پر پوچھا بڑے میاں! آپ کی عمر تو اتنی ہوگئی ہے کہ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ اگلے سال تک بھی آپ زندہ رہیں گے اور دیکھ میں یہ رہا ہوں کہ آپ کھجور کے درخت لگا رہے ہیں جن کو پھل تقریباً نو دس سال میں لگتا ہے، تو کیا مقصد ہے اس محنت کا؟ اپنے آپ کو کیوں مشقت اور تکلیف میں ڈالتے ہیں؟ بوڑھے نے بادشاہ کی طرف دیکھ کر کہا کہ بادشاہ سلامت! آپ نہیں جانتے میں نے جن درختوں کا پھل کھایا ہے وہ میرے بزرگوں کی محنت تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ میری محنت کا پھل آئندہ نسلیں کھائیں اور اس طرح میں بزرگوں کے احسان کا بدلہ آئندہ آنے والوں پر احسان کر کے چکا دوں۔ یہ جواب بادشاہ کو اتنا پیارا لگا کہ اس کے منہ سے تحسین کے طور پر لفظ ''زِہ'' نکل گیا اور یہ لفظ ''زہ'' وہ بے ساختہ کسی اچھی بات پر تعریف کے طور پر کہا کرتا تھا لیکن وزیر کو یہ حکم تھا کہ جب میں کسی بات پر ''زہ'' کہہ دوں تو تم نے فوراً اشرفیوں کی ایک تھیلی اس کو میری طرف سے پیش کرنی ہے۔ چنانچہ اس کے منہ سے ''زہ'' نکلا اور وزیر

جو ساتھ تھا اس نے اشرفیوں کی تھیلی اس بوڑھے کو پیش کر دی۔ بوڑھے نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت! آپ تو کہتے تھے کہ میں اگلے سال تک شاید زندہ نہ رہوں دس سال کے بعد پھل لگنا ہے محنت کو۔ دیکھو میرے اللہ کا کتنا احسان ہے کہ میری محنت کو تو ابھی پھل لگ گیا۔ بادشاہ کے منہ سے پھر زہ نکل گیا اور وزیر نے دوسری تھیلی پیش کر دی۔ دوسری تھیلی پیش ہونے پر وہ واہ واہ کر اٹھا اس نے کہا اللہ تیری شان میں کیسے تیری حمد کے گیت گاؤں دنیا کی محنت کو تو سال میں ایک دفعہ پھل لگتا ہے میری محنت کو تو دو دفعہ پھل لگ گیا ہے۔ بادشاہ نے پھر زہ کہا اور وزیر نے تیسری تھیلی پیش کی اور فوراً وزیر کو کہا کہ دوڑو یہاں سے یہ بوڑھا ہمیں لوٹ جائے گا کچھ نہیں چھوڑے گا ہمارے خزانے میں۔ لیکن خدا آپ کی قربانیوں کی اداؤں پر جب زہ کہتا ہے تو اسے دوڑنے کی ضرورت نہیں۔ آپ تمام عمر خدا کے شکر کے گیت گاتے رہیں اور لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراھیم:۸) کا وعدہ خدا کو یاد آتا رہے تب بھی اس کے خزانے ختم نہیں ہو سکتے ناممکن ہے کہ اس کی عطاؤں کا اختتام ہو جائے۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے تم جو چاہتے ہو مانگ لو تمہارے ذہن میں دونوں جہان کا جو تصور ہے وہ سب کچھ مانگ لو اور خدا تمہیں سب کچھ عطا کر دے تب بھی خدا کے خزانوں میں اتنی کمی بھی نہیں آئے گی ایک عظیم الشان سمندر میں تم سوئی کو بھگو کر نکال لو تو اس کے ناکے کے ساتھ جو پانی لگا ہوا ہوتا ہے جتنا وہ پانی سمندر میں کمی کرتا ہے خدا کے خزانوں میں اتنی بھی کمی نہیں آئے گی۔ کیسا عظیم الشان آقا ہے زہ کہنے والا اور ساتھ خود یہ کہتا ہے لَاَزِيْدَنَّكُمْ میرا وعدہ ہے میں ضرور تمہارے ہر شکر کے جذبے کو قبول کرتا ہوا مزید عطا کرتا چلا جاؤں گا، مزید عطا کرتا چلا جاؤں گا۔

خدا اس جماعت کو ہمیشہ زندہ رکھے اور ہمیشہ شکر کے جذبوں کو ہم اس طرح ادا کریں کہ ہماری روح، ہمارا دل، ہمارے جسم کا ذرہ ذرہ خدا کے شکر میں ڈوب کر خدا کی محبت میں فنا ہو جائے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:۔

کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب کی درخواست آئی ہے اس لئے جمعہ اور عصر کی نماز کے معاً بعد ان کی نماز جنازہ غائب ہوگی۔

ا۔ ایک ہمارے احمدی دوست مکرم ضیاء اللہ صاحب جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

کی طرف سے جدید پریس کی تحریک پر بعد از ریٹائرمنٹ اپنے آپ کو پریس کے لئے وقف کیا تھا۔ ان کی بیگم موصیہ تھیں اور بہت مخلص آخری وصیت جوانہوں نے مجھے بھجوائی ہے وفات سے پہلے انہوں نے اپنے بچوں کو جو نصیحتیں کی ہیں ان سے پتا چلتا ہے کہ وہ خدا سے بہت ہی محبت کرنے والی اور متقی بزرگ خاتون تھیں۔

۲۔ لیلیٰ حمیدہ سوکیہ صاحبہ جو عبدالعزیز صاحب سوکیہ مرحوم کی بیگم تھیں۔ ماریشس سے ان کے بیٹے نے درخواست کی ہے۔

۳۔ نساء بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا محمد اسماعیل صاحب لاہور، یہ بھی موصیہ تھیں اور ہمارے مبلغ سلسلہ میاں عبدالحی صاحب کی پھوپھی تھیں۔

۴۔ بشیر بیگم صاحبہ، مکرم احمد علی صاحب رانجھا دارالیمن ربوہ کی ماموں زاد بہن تھیں۔ انہوں نے درخواست دی ہے۔

۵۔ امانت بی بی صاحبہ ماسٹر رشید احمد صاحب مرحوم چونڈہ کی بیگم تھیں لیکن ان کو اس سے بہت زیادہ ذاتی تعلق کے لحاظ سے اس طرح یاد کرسکتے ہیں کہ ڈاکٹر مظفر احمد شہید کی یہ والدہ تھیں۔ اس خاندان کی نسبتیں اب ڈاکٹر مظفر شہید سے ہی قائم ہوں گی کیونکہ جماعت کو باقی لوگوں کا پتا ہی کچھ نہیں اس لئے خواہ دنیا کے لحاظ سے وہ کوئی بھی مقام رکھتے ہوں لیکن اس خاندان کا اس دور کا ہر فرد اب ڈاکٹر مظفر کی طرف ہی منسوب ہوگا۔ اس لئے بحیثیت والدہ ڈاکٹر مظفر احمد شہید ان کی نماز جنازہ ہوگی۔

۶۔ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ محمد اسلم خان صاحب والدہ نعیم احمد صاحب عابد دارالرحمت شرقی۔ یہ چھ نماز جنازہ غائب انشاء اللہ جمعہ کے اور عصر کے معاً بعد ہوں گے۔